نیت (پارٹ 2)۔

ازقلم زہرہ قاسم آغا

مکمل ناول

اسے نرم بدن کی سرسراہٹیں اپنے بازؤوں کے حلقے میں محسوس ہورہیں تھیں "
کوئی مچل کے اس کی گرفت سے نکلنا چاہ رہا تھا ---
اس نے پوری قوت سے اسے جکڑنا چاہا
وہ اب سسکنے لگی
سر مجھے چھوڑیں پلیز -- "
اس کی سانسیں بے ترتیب تھیں
" خاموشی سے لیٹی رہو نصرہ "
اس نے بری طرح جھڑکا تھا
اور اسے آنکھیں دکھائیں ---

" اک سفید مردہ وجود اسے دیکھ کر دکھ سے مسکرایا "

نہیں ۔۔۔۔۔ "

فہیم چیخ کے اٹھا ۔

****

کمرے میں اس کے سوا کوئی نہیں تھا "

اس نے ساری لائٹس آن کیں ۔۔

وہ پسینے میں شرابور ہو رہا تھا

یہ خواب کا ڈر تھا شاید ۔۔۔

وہ نیند کی گولیاں لینے کے باوجود گہری نیند سے جاگ جاتا

یہ مسلسل اذیت تھی جو اس کا پیچھا شاید ہی چھوڑے اب

اس نے کرب سے خود کو صوفے پہ گرایا
وہ پچھلے ایک ہفتے سے گھر میں قید تھا
نہ کام ، نہ کالز نہ کوئی سماجی مشغولیت
بس وہ اور اس کے پچھتاوے --
آصف دو دن کے لیے اپنے گاؤں گیا تھا
اس کی موجودگی میں بھی فہیم یونہی کھویا کھویا ڈرا ڈرا رہتا تھا
شاہ میر نے اسے کئی کالز کی ہوئی تھیں میسجز چھوڑ رکھے تھے کہ وہ دفتر آجائے
تھوڑا دل بہلا لے
کراچی سے رابطہ جسکی وجہ سے تھا وہ ابدی نیند جا سوئی تھی

اس نے بیڈ کا رخ کیا -- رات سوا تین کا وقت تھا "
لائٹس آن رہنے دیں

وہ لیٹ کے خالی الذہن چھت کو تک رہا تھا --

جب انسان یہ سمجھ جائے کہ اب اندھیرے ہی مقدر ہیں تو وہ ہاتھ پاؤں مارنا "
چھوڑ دیتا ہے اور اندھیروں سے گزرنے لگتا ہے ان میں پناہ لے لیتا ہے
روشنی کی چاہ باقی ہونے کے بعد بھی "۔

****

شاہ میر کی کال بالآخر اس نے اٹینڈ کرلی تھی "
پرانے حالات ہوتے تو شاہ میر اسے خوب سناتا مگر اس وقت فہیم کی حالت کے
مدنظر شاہ میر نے اس کی خیریت دریافت کی

اس کے "ہاں ، ہوں "کے باوجود وہ مسلسل اس کی دلجوئی کررہا تھا اور آخر میں اسے باہر چائے کی دعوت دے دی

ناچاہتے ہوئے بھی فہیم نے دعوت قبول کرلی --

پرانی دوستی کا پاس رکھنا تھا وہ اب کسی اپنے رشتے کو کھونے کا نہیں سوچ سکتا تھا

کال رکھ کے اس نے باتھ روم کا رخ کیا -

****

آپ کہاں جارہے ہیں ؟ "

مسز شاہ میر رستے میں آئیں --

" فہیم کے ساتھ چائے پہ باہر "

شاہ میر نے بیلم پہ اک نظر ڈالی

" ہونہہ -- قاتلوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بھی شروع کردیا آپ نے "

انہوں نے تلخی سے کہا

خدا کا خوف کریں بیگم -- میرا سب سے قریبی اور گہرا دوست ہے وہ
میں اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا اس وقت

" وہ اپنے کیے کا خود ذمہ دار ہے "
انہوں نے ترشی سے شوہر کی بات کاٹی

یاررررر -- بس کردیں
شاہ میر نے بیوی کے آگے ہاتھ جوڑے
میں تھک گیا اس لایعنی بحث سے
جس نے جو کیا ہے اللہ دیکھ لے گا
" اللہ تو دکھا رہا ہے "
وہ طنز سے گویا ہوئیں

ہاہ ---
شاہ میر سانس بھر کے رہ گیا ۔

****

اس نے ایک نظر اپنی تیاری پہ ڈالی "

پرفیکٹ "---

آئینے میں خود کو سراہ کے لپ اسٹک کو لاسٹ ٹچ دیا

موبائل ہاتھ میں لے کے ایک سیلفی اسے بھیجی --

" جلدی آؤ میں نکل رہی ہوں

اور پھر پرس لے کے وہ کمرے سے نکل گئی ۔

اسے نہیں پتہ تھا وہ اپنی قضا سے ٹکرانے والی ہے

" زندگی کا ہر اگلا موڑ اندھا ہوتا ہے "

****

ایکسکیوز می ؟ "

ہیلو ؟

سر ؟

اس نے چونک کے اپنی آنکھیں اٹھائیں

مقابل کھڑی موجود لڑکی ایک لمحے کو بولتے ہوئے تھم سی گئی۔۔

نہایت سرخ ، نمی کا تاثر لیے ہوئے دو آنکھیں اس سے سوالی تھیں

فہیم دلاور خان شاید نہ سنتا ، بولنے کے قابل تو وہ رہا نہیں تھا مگر "سر "کی پکار پہ وہ رہ نہ سکا۔۔

آں ۔۔ وہ مجھے یہ ٹیبل چاہیئے تھی میری سہیلی آنے والی ہے

ہم یہاں بیٹھ کے چائے انجوائے کرنا چاہتے ہیں آپ ویسے بھی اکیلے ہیں کہیں اور بیٹھ جائیں پلیز

اس نے چلتی ہوئی گاڑی پہ پلیز کا بریک لگایا
پاک ٹی ہاؤس میں اس وقت رش کم تھا
لاہور میں حسین شام اتر چکی تھی وہ شاہ میر کے دیئے ہوئے وقت سے پہلے وہاں موجود تھا اور اب یہ لڑکی ---
سارے خیالات کا تسلسل توڑ چکی تھی وہ بدمزہ ہوا
آپ تو اکیلے ہیں ، تو وہ --- "
" بتانے کا شکریہ ، مجھے معلوم ہے میں اکیلا ہوچکا "
فہیم نے ہاتھ اٹھا کے اسے مزید کچھ کہنے سے روکا

اپنا موبائل ، والٹ اور چابیاں اٹھا کے وہ وہاں سے اٹھ رہا تھا تبھی اس نے عجیب سا سوال کیا

"آنکھوں کو کیا ہوا ؟ "

حمنہ ملک نے اسے اپنے سوال پہ حیران ہوتے ہوئے دیکھا

وہ پورا اس کی طرف مڑ چکا تھا

" میں نے ایک ہفتے پہلے اپنی بیوی کو دفنایا ہے "

" اس کا لہجہ اسکے چہرے سے ذیادہ سرد تھا ---

****

وہ مڑ کے جا چکا تھا -- "

پہلے والا فہیم ہوتا تو اس لڑکی کو چار طنزیہ باتیں سنا کے رلا کے روانہ کردیتا
حمنہ ابھی تک ٹیبل کے پاس کھڑی تھی
.. وہ جاچکا تھا -- اپنی اداسی بھری خوشبو اس میں بسا کے

وہ کچھ لمحوں تک ایگزٹ ڈور کو دیکھتی رہی جہاں سے وہ گیا تھا --- "
یہ شخص ---
اتنا دیکھا دیکھا سا ---
اتنا ٹوٹا ہوا ہونے کے باوجود کسی مضبوط عالی شان عمارت کی طرح محسوس ہوتا ہے
جسکے اندر اینٹوں کی جگہ کئی راز دفن ہیں

****

مہہ لب آغا کالنگ "---"

اس نے ہاتھ میں پکڑا موبائل کان سے لگایا

ہیلو ---

حمنہ کو اپنی ہی آواز کھوئی کھوئی لگی

بہت ذلیل ہو تم حمنہ "

گھنٹوں سے خوار کروا کے رکھا ہے مجھے

اتنی مشکل سے پھپھو نے اجازت دی تھی اب میرا پورا شجرہ نسب کھنگال ڈالیں گی وہ

بہت شکریہ میری مشکلات مزید بڑھانے کے لیے

میں ہوسٹل نہیں آرہی اب -- انہی کے گھر جارہی ہوں

پیر کو صبح کالج سے آؤ نلی

مقابل کی آواز آخر میں روتے ہوئے پھٹنے لگی

" ہوں اوکے "
حمنہ کسی ٹرانس سے نکل کر بولی --

" تم ٹھیک ہو ؟ "

مہہ لب کو یک دم تشویش ہوئی

وہ اپنی سسکیاں روک کے بولی

مہہ لب ؟؟ "

ہاں حمنہ

وہ بے تابی سے بولی

وہ چاہیے -- "

وہ کون ؟؟؟

اسے حمنہ کی دماغی حالت پہ شک ہوا

اسکا ہوسٹل پہنچنا بہت ضروری ہوگیا تھا

اس کی عزیز از جان دوست یقیناً کسی مشکل میں تھی ۔

****

تم گھٹیا انسان ہی رہنا بس تکلیف دینا ہی آتی ہے تمھیں دماغ خراب آدمی ہو "
تم فہیم
کسی بھی ٹھیک بندے کا بیٹھے بیٹھے بی پی شوٹ کرسکتے ہو تم نان سنس ---

شاہ میر کے کال پہ تابڑ توڑ حملے جاری تھے
وہ فہیم کے اسطرح چائے پہ غائب ہونے کی وجہ سے شدید غصے میں تھا
ہاں میں کسی بھی صحیح انسان کا ہارٹ فیل کروا سکتا ہوں اسے مروا سکتا ہوں "

فہیم کا انداز سرد تھا

شاہ میر کو یک دم اپنی غلطی کا احساس ہوا

سوری میرا وہ مطلب نہیں تھا یار -- "

وہ شدید شرمندہ ہوا

" تمہارا کوئی بھی مطلب ہو حقیقت یہی ہے کہ میں قاتل ہوں "

اس نے آخری جملے کے بعد کال کٹ کردی

شاہ میر موبائل ہاتھ میں لیے بے بس رہ گیا -

****

حمنہ اور مہہ لب بی بی اے کی اسٹوڈنٹس تھی اور دونوں لاہور میں کالج کے قریب ہاسٹل میں رہتیں تھیں

مہہ لب والدین کے انتقال کے بعد اپنی اکلوتی پھپھو کی زیرِ نگرانی تھی جو ایک نہایت لالچی اور تیز عورت تھیں

مہہ لب نے ٹیوشنز دے دے کر اپنا خرچہ اٹھایا

باپ کی پنشن کا پیسہ پھپھو اس کے ہاتھ تک نہ آنے دیتی

حمنہ ملک ایک معزز اور امیر گھرانے کی پروردہ تھی

اسکی دوستی مہہ لب کا کل اثاثہ تھی

وہ دونوں یک جان قالب تھیں

****

مہہ لب --- "

مہہ لب اٹھ یار دیکھ تو سہی

یار تو بندہ چیک کر افففف ہے بس

وہ سوئی جاگی سی کیفیت میں حمنہ کو سن رہی تھی اعصاب نیند میں دھت تھے

ہممم --

حمنہ نے اسکی خمار آلود آواز سنی تو اس کے منہ سے کمبل کھینچا

اٹھ کے دیکھ تو لے یار اپنے بہنوئی کو ---

حمنہ نے اسکے آگے اسٹائل سے اپنا موبائل کیا

تو وہ برے برے منہ بناتی اسے کوستی ہوئی اٹھ بیٹھی

اس بہنوئی کی وہ پچھلے ایک ہفتے سے تعریفیں سن سن کے پک چکی تھی

تصویر پہ نظر پڑتے ہی وہ تصویر کی صورت ساکت ہوگئ "

انتہائی تیکھے اور مغرور نقوش "
چہرے پہ پیسے کی وجہ سے خوشحالی الگ نظر آرہی تھی
سی ایس ایس آفیسر
اسکی پروفائل میں جابجا اسکی تصاویر تھیں
ہر تصویر میں وہ نمایاں تھا اسکی وجہیہ شخصیت دیکھ کر مہہ لب کو حمنہ پہ رشک آیا
وہ اس قابل تھا کہ اسے حمنہ جیسی امیر زادی چاہے
مخمل میں ٹاٹ کا پیوند تو لگنے سے رہا

وہ دل مسوس کے رہ گئی ۔

وہ اور شاہ میر کئی گھنٹوں سے خاموش ایک دوسرے کے سامنے سر جھکائے "
بیٹھے تھے

شاہ میر کو فہیم دلاور خان پہ کوئی غصّہ نہیں تھا بس اسے ترس آتا تھا اپنے بدلے کی آگ میں وہ نصرہ جیسی لڑکی کو گنوانے کے بعد اب خود کو گھر میں مقید کر کے ضائع کر رہا تھا

آصف جو چائے رکھ کر گیا تھا وہ تقریباً ٹھنڈی ہو چکی تھی

بالآخر شاہ میر کو خاموشی توڑنی پڑی

فہیم ۔۔ اس طرح کب تک رہو گے ؟ "

ٹھیک ہے تم سے غلطیاں ہوئیں یا کہہ لو گناہ ہوا مگر تم قاتل نہیں ہو
نصرہ کا وقت مقرر تھا بس اسے ایسے ہی جانا تھا شاید --
تم اس کے سوگ میں اپنی نوکری ، مشغولیات ، مصروفیات ترک کر کے بیٹھ گئے ہو
دفتر کو تمھاری ضرورت ہے افسران پریشان ہیں
کچھ لوگ تمھارے خلاف سازشیں کر کے تمھاری سیٹ ہڑپنا چاہتے ہیں
میں اکیلا نہیں نمٹ سکتا یار واپس آجاؤ بس کرو اب
میں تمھیں اسطرح نہیں دیکھ سکتا ضائع ہوتے ہوئے

مجھے وہی حاکم ، شاطر اپ ٹو ڈیٹ سا میرا دوست واپس چاہیے
شاہ میر کی آواز خلوص سے بوجھل ہوگئی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی
فہیم نے اس کی طرف دیکھا --

کچھ رشتے کتنے عجیب ہوتے ہیں "
جب کوئی نہیں تھا تب بھی شاہ میر اس کے ساتھ تھا
آج بھی کوئی نہیں مگر وہ اس کے ساتھ کھڑا ہے
اسے شاہ میر سے بڑے بھائیوں جیسی انسیت تھی گو کہ وہ دونوں ہم عمر اور ہم رتبہ تھے مگر فہیم نے ہمیشہ اپنی من مانیاں کیں جسے شاہ میر نے بڑوں کی طرح قبول کیا اسے سمجھا ۔۔
آصف چائے کے برتن اٹھاتے ہوئے شاہ میر کی طرف دیکھ کر ممنون انداز میں مسکرایا
کتنے ہفتوں سے اس نے بھی فہیم کی ڈانٹ پھٹکار نہیں سنی تھی
نصرہ کے آنے سے یہ مکان گھر میں تبدیل ہوا تھا اور اب اس کے بعد کسی قبر میں بدل گیا تھا ۔

****

"یہ تم کیا کررہی ہو حمنہ ؟؟"
سی آئی ڈی کی طرح پیچھا لے رکھا ہے اس آدمی کا

مہہ لب اسائنمنٹ بناتے بناتے اس پہ برس پڑی
ابھی اسے حمنہ کا اسائنمنٹ بھی تیار کرنا تھا
جو مزے سے چشمہ لگائے "فہیم دلاور خان "کی ہر لیپ پہ جا جا کے پروفائل وزٹ میں مصروف تھی

"کچھ ملا ؟؟"
مہہ لب نے تپ کے پوچھا

نہیں یار -- "

کہیں بھی اس کی مرحومہ بیوی کی کوئی تصویر نہیں

اس سے متعلق کوئی پوسٹ نہیں

بہت ہی ڈیسنٹ اور انٹیلیکچوئل قسم کا معلوم ہوتا ہے

حمنہ مزید دیوانی ہوئی ۔

کیا پتہ بہت خود پسند طبعیت کا ہو جو اپنے آگے بیوی کو بھی کچھ نہ سمجھتا ہو "

میں کا مریض ---

مہہ لب کے تجزیے پہ حمنہ نے اسے تکیہ کھینچ کے مارا --

خبردار "ان کو "کچھ نہیں کہنا

حمنہ نے محبت پاش لہجے میں فہیم کے لیے ان کا صیغہ استعمال کیا
مہہ لب کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا ۔
حمنہ دوبارہ فہیم میں غرق ہوچکی تھی ۔

****

شاہ میر کو گھر پہنچنے کے بعد فہیم کی جانب سے میسج موصول ہوا "

" میں کل سے دوبارہ جوائن کررہا ہوں "

آہ ۔۔ فائنلی
شاہ میر یک دم ہلکا ہوگیا

" مین ریٹرنز "

****

اسے اندازہ تھا کام کا انبار جمع ہوگیا ہوگا "
سب سے مل ملا کر وہ شاہ میر کے ساتھ آفس میں ناشتہ کررہا تھا
شاہ میر اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا
فہیم کے بغیر وہ اکیلا پڑگیا تھا اسے فہیم کے کاٹ دار جملوں اور برجستہ طنز سننے کی عادت ہوچکی تھی
عجیب بات ہے کہ ایک شخص کی خامیوں کے سب دیوانے ہوئے پھرتے تھے

میرے حصے کی جو زمین بیچنے کے لیے پڑی تھی اس پہ تعمیراتی کام شروع کروا رہا "

" ہوں

فہیم نے ناشتے کے بعد شاہ میر کو آگاہ کیا

کس لیے ؟؟ اسے حیرت ہوئی آج تک اس زمین پہ کام کا فہیم نے سوچا بھی نہیں تھا

وہ زمین ویسے بھی بہت جلد بکنے والی تھی

شاہ میر کے ذمے یہ کام تھا مگر فہیم اور اس کے اچانک پلانز ۔۔

کیا چاہ رہے ہو ؟ اس نے ڈائریکٹ پوچھا "

نصرہ کے نام پہ ایک اکیڈمی کھلوا رہا ہوں "
" جسے تم اور میں سنبھالیں گے

اس نے ہمیشہ کی طرح شاہ میر کو بتایا
پوچھنے کی زحمت اس نے کبھی اٹھائی نہیں تھی
شاہ میر اسے دیکھ کر رہ گیا

وہ کبھی گیس نہیں کرپاتا تھا کہ فہیم کب کیا بم پھوڑنے والا ہے
اتنے سالوں کی گہری دوستی کے باوجود --

****

اوہ میرے خدا ---"

حمنہ زور سے چیخی ---

مہہ لب ہڑبڑا کے کچی نیند سے اٹھی تھی

رات کے دو بجے حمنہ ایک ہاتھ میں موبائل دوسرے ہاتھ کو منہ پہ رکھے اس کے سر پہ کھڑی تھی

کیا ہوگیا حمنہ ؟ سب خیریت ہے "

گھر میں سب ٹھیک ہے ؟؟

مہہ لب پریشانی سے اٹھ کے بیٹھ گئی

حمنہ اس کے برابر میں تقریباً گرگئی

بولو بھی کچھ ----

مہہ لب کی کپکپاتی ہوئی آواز نکلی

فہیم دلاور خان --- شاہ میر سہیل کا بیسٹ فرینڈ ہے "

حمنہ نے حیرت ذدہ لہجے میں اسے بتایا

کون شاہ میر ؟؟؟
مہہ لب چڑ سی گئی
پہلے فہیم اب یہ شاہ میر

اسے یک دم فہیم سے نفرت محسوس ہوئی جسکی وجہ سے اسکی اچھی خاصی دوست پاگل ہوچکی تھی

شاہ میر بھائی میری ماموں زاد بہن کے شوہر -- "
میرے بہنوئی یار ---

حمنہ کی آواز میں مستقبل کی فتح کی خوشیاں ناچ رہیں تھیں

مہہ لب نے حیرانی سے اسے دیکھا

وہ جیت کے کتنے قریب آچکی تھی --

مگر فہیم جیسے مہرے کو ہرانا تقریباً ناممکن تھا -

وہ کوئی عام آدمی ہوتا تو اس کا کام سالوں تک چلتا "

یہ فہیم دلاور خان تھا ایک کامیاب سرکاری افسر

بیوروکریسی کا اہم پرزہ

تعمیراتی کام تیزی سے جاری تھا شاہ میر نے ہر غلط کام میں اس کا ساتھ بھرپور دیا تھا یہ تو پھر ایک نیک اقدام تھا

اس نے اسکول کا اسٹاف ، کلر ، فرنیچر

ہر چیز پلان کررکھی تھی

فہیم صرف پیسہ پھینک رہا تھا

وہ دونوں سائٹ وزٹ کے بعد ایک کیفے میں چائے کے لیے موجود تھے جب شاہ میر نے اس سے اکیڈمی کے نام کے بارے میں پوچھا

سوچ رہا ہوں 'غازی اکیڈمی 'رکھ دیتے ہیں ، محترمہ کی روح خوش ہوجائے گی "
اس بہانے

بہت عرصے بعد فہیم کے لبوں پہ وہی پرانی طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی
شاہ میر کو برا نہیں لگا -- وہ بس اسے مسکراتا دیکھ کر خوش ہورہا تھا

فہیم چائے کا کپ تھامے گہری سوچ میں چلا گیا -

****

مہہ لب "
مہہ لب ----

حمنہ چلاتی پھر رہی تھی --

کیا ہوگیا ہے یہ رہی میں

وہ واش روم سے برے برے منہ بناتی ہوئی نکلی --

حمنہ کی شکل کا جوش بتا رہا تھا کہ بات کس کے حوالے سے ہے

اب کیا پتہ لگا اس کے بارے میں "؟؟"

حمنہ کے کچھ بولنے سے پہلے ہی مہہ لب نے سوال کرڈالا

یارررررر آئی سوئیر"

مجھے لگ رہا ہے کہ اللہ نے اسے میرے لیے ہی بنایا ہے

حمنہ پرجوش سی ہوکر اسے بیڈ پہ لے کے بیٹھ گئی

اچھا -- وہ کیسے ؟ "
مہہ لب نے دلچسپی ظاہر کی

یار میں اس بندے کو بہت پہلے بھی شاہ میر بھائی کے گھر دیکھ چکی ہوں "
نازش آپی کی بہن نے اپنی بیٹی کی سالگرہ ان کے گھر کے ہی لان میں رکھی تھی
وہاں میں نے فہیم دلاور خان کو دیکھا تھا اسکی مسز سے بھی ملوایا تھا آپی نے ---
مگر مجھے اس کی شکل یاد نہیں
تبھی میں بولوں کہ فہیم اتنا دیکھا ہوا اپنا اپنا سا کیوں لگا

حمنہ بولتے بولتے بیڈ پہ لیٹ گئی
اس کی آنکھوں کی چمک ، ہونٹوں کا خوبصورت پھیلاؤ

گالوں کی تمتماہٹ بتا رہی تھی کچھ اور بھی بڑا ہونے والا ہے --

اچھا تو تمھیں آج کیسے یاد آگیا کہ تم اسے پہلے دیکھ چکی ہو ؟

مہ لب نے اسے جھنجھوڑ کے فہیم کے خیالوں سے باہر نکالا

ارے ے ہاں --- بگ نیوز تو ابھی تمھیں دینی ہے میری جان "
حمنہ نے اسکے نرم گال چھوے

وہ دونوں بلا کی حسین تھی بس مہ لب غربت کی وجہ سے تھوڑی دب جاتی جبکہ
خوشحالی نے حمنہ کو مزید رونق بخش رکھی تھی
وہ خوش رو ، پراعتماد پر کشش سی تھی

جبکہ مہہ لب نرم ملائ سی دھان پان حالات کا مقابلہ کرتی ہوئی لڑکی تھی
اس کی زبان صرف حمنہ کے آگے ہی چلتی تھی
پھپھو کے گھر تو وہ گونگی تھی وہ تو حمنہ کی تیز آواز سے ہی سہم جاتی

بگ نیوز یہ ہے کہ آج میں نے نازش آپی کو کال کی وہ بھی بہت خوش ہوئیں "
مجھ سے بات کرکے اور انھوں نے ہی بتایا کہ شاہ میر بھائی آج کل اپنے دوست
فہیم کے ساتھ ایک اسکول پروجیکٹ اسٹارٹ کرنے میں بزی ہیں
تو ؟؟؟
تم نے اس اسکول میں کینٹین لگانی ہے ؟
مہہ لب تپ گئ

" میں نے نہیں ہم نے "

حمنہ نے 'ہم 'پہ زور دیا

ہیں ؟؟؟؟؟؟
مہہ لب اچھل گئی

ہم بی بی اے کر کے اسکول میں چاٹ سموسے بیچیں گے ؟؟

وہ رونے والی ہوئی

ہاہاہاہاہاہا ----

حمنہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا ۔

****

اسے کیا ضرورت پڑ گئی جاب کی ؟؟ "
شاہ میر اپنی بیگم کی بات سن کے حیران رہ گیا
جہاں تک مجھے یاد ہے آپکے ماموں ویل آف ہیں اور حمنہ تو شاید بی بی اے کی
اسٹوڈنٹ ہے اسے بولیں ایم بی اے کر کے باپ کو جوائن کرے ---
ہم ضرورت مند لوگوں کو رکھیں گے بس
یہ بات میں اشتہار میں دے چکا کسی قسم کی قرابت داری نہیں چلے گی

وہ ٹیبل سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا

ارے ے ے ے بات تو پوری سن لیں "
حمنہ کی ایک غریب دوست کو جاب چاہیے

کیا نام تھا ؟؟

ہاں

مہہ لب آغا "-- "

شاہ میر نام سن کے یک دم انکی طرف گھوما ۔

****

تمھارا دماغ خراب ہے حمنہ ؟؟ "
اس طرح مذاق کرو گی تم اب حد ہے تم سے
مہہ لب شدید بپھری ہوئی تھی

ارے رے -- یار اس میں تمھاری بھلائی ہے
تمھاری پھپھو آفس جاب تو تمھیں کرنے نہیں دیں گی یہ بہترین آفر ہے
جاننے والے پلس اچھا سیلری پیکج اور عزت دار ٹیچنگ کا پیشہ --

تھنک آباؤٹ اٹ یار

حمنہ زچ ہوئی

" میری ساری سوچیں اس انگلی تک قید ہیں حمنہ ملک "

مہ لب نے اپنے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی اس کے سامنے کی جس میں معمولی سی سونے کی بہت ہی ہلکی فیروزہ جڑی انگوٹھی تھی

ارے یار -- تمہاری لالچی پھپھو کو میں سمجھا دوں گی
ابھی تو تمہارے منگیتر کو سعودیہ سے آنے میں مزید دو سال لگیں گے جب تک وہ تمہاری کمائی اڑائیں گی جیسے تمہارے باپ کی پنشن اڑاتی ہیں
حمنہ تلخ ہوئی

مہ لب نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا

وہ جانتی تھی حمنہ کا اتنا زور کیوں ہے
میں ٹیچنگ کروں گی وہاں اور تم ؟

اس نے آئی برو اٹھائ --

ہمم -- یہ ہوا نہ سوال ۔

تو جواب یہ ہے کہ میں آپی کو بول چکی ہوں میری دوست میرے بغیر جوائن نہیں کرے گی تو میں اسکول کی مینیجمنٹ کا حصہ بن جاتی ہوں

ویسے بھی ٹیچنگ میرے بس کی نہیں

حمنہ نے پلان بی پیش کیا

بہت ذلیل ہو یاررر

مہہ لب نے اسے تکیہ کھینچ کے مارا

وہ دونوں ایک ساتھ ہنسیں

حمنہ نے پلان سی سے ابھی اسے آگاہ کرنا مناسب نہیں سمجھا

وہ اسکول کی وجہ سے کافی مصروف رہتا تھا اور پینڈنگ فائلیں گھر آکر نمٹاتا "
کافی حد تک پچھتاوے کا ہیولہ غائب ہوچکا تھا
وہ کام کے اتنا تھک چکا ہوتا کہ فوراً سوجاتا
موبائل اور سوشل میڈیا دیکھنے کا تو تصور ہی نہیں تھا
ورنہ یقیناً اپنے نوٹیفکیشنز میں حمنہ ملک کا نام ابھرا ہوا دیکھ کر ضرور چونکتا ۔

****

اندھے کو کیا چاہیئے ؟ "

پھپھو نے سیلری اور پیچنگ کا سنتے ہی حامی بھرلی
حمنہ کی امیری سے وہ یوں بھی مرعوب رہتیں تھیں

بس ذرا دھیان رہے -- کسی کی امانت ہو کوئی اونچ نیچ مت کرنا باہر -- "

جاتے جاتے انھوں نے مہہ لب کو تڑی لگانا فرض سمجھا

ہاں جیسے یونی کے چار سال میں تو میں نے بہت بدنامی پھیلائی ہو ان کی "

ہونہہ ---

وہ اندر سے خاک ہوئی

حمنہ کی گاڑی ہوسٹل کی جانب رواں دواں تھی
وہ اپنی نیو پلاننگز میں خیالوں میں فہیم کے ساتھ سرشار ہورہی تھی جبکہ مہہ لب سیٹ سے سر ٹکائے آنے والے دنوں کا مقابلہ کرنے کے لیئے خود کو تیار کررہی تھی

غریب کا ذہن سوچوں کی آماجگاہ بنا رہتا ہے اسے ایک پل فرصت حاصل نہیں ہوتی

وہ اپنی جوڑ توڑ میں لگی ہوئی تھی

کچھ نئے کپڑے لینے تھے نئی چادر ، جوتا ایک پرانا ہوچکا تھا سیل سے نئی آرام دہ چپل اٹھانی تھی

ایک اچھا ہینڈ بیگ جو کافی عرصے چل سکے

مٹھی میں پھپھو کی دی ہوئی قلیل سی تین ہزار کی رقم تھی کچھ سیونگز اس کی اپنی تھیں

گزارا ہوجائے گا --

وہ کچھ مطمئن ہوئی ۔

اب اس کے اپنے ہاتھ کمائیں گے اسے پھپھو کے آگے مانگنا نہیں پڑے گا ایک بہت بڑا بوجھ اس کے سر سے اترا ، اس نے متشکر نظروں سے حمنہ کو دیکھا جو اسے جواباً دیکھ کر شوخی سے مسکرائی ۔

****

اسکول اسٹاف جمع ہوگیا ہے کچھ نئے لوگ ہیں وہ کل سے جوائنگ دیں گے میں نے تم سے ذکر کیا تھا نہ اپنی سالی کا ؟

شاہ میر کوریڈور میں اسے چلتے ہوئے انفارم کررہا تھا
جب کہ فہیم کا سارا دھیان اسکول کی شاندار عمارت پہ تھا
اسے یقین نہیں آرہا تھا اتنے کم وقت میں یہ سب ہوجائیگا

ابھی پچھلے حصے کا کچھ کام باقی تھا مگر ان لوگوں نے اسکول اسٹارٹ کردیا تھا

اشتہارات کی بدولت ایڈمیشنز ہوچکے تھے اسٹاف ریڈی تھا

اس نے اس اکیڈمی میں غیر نصابی سرگرمیوں کے لیے علیحدہ سے حصہ مختص کروایا تھا اور اسٹاف اپائنٹ کیا تھا

شاہ میر نے سب کچھ اس کی ہدایات کے مطابق کیا تھا

یہ علاقہ شاہ میر کے گھر سے قریب تھا

اس نے بھرپور توجہ سے سب کام کروایا تھا

" رئیلی تھینک یو سو مچ شاہ میر "

فہیم دلاور خان نے اسے اپنے سینے سے لگایا

اچھا ۔۔۔ تو اب مجھے بھی شکریہ بولا جائیگا ؟؟ "

شاہ میر ناراض ہوا

فہیم کا قہقہہ بے ساختہ تھا ۔

****

یار حمنہ -- "

اتنے پیسے تو کرایے میں نکل جائیں گے میرے
اتنی دور ہے یہ علاقہ

مہہ لب پریشان ہوئی بیٹھی تھی

ارے میں زندہ ہوں ابھی یار کیا ہوگیا جانو ؟

حمنہ نے اسلی بات پہ مسکرا کے اسے دیکھا

تم کیا صبح صبح میرے لیے تختِ سلیمان لاؤ گی ؟

وہ چڑی --

ہاہاہا نہیں ڈارلنگ
ایکچوئلی -- پلان سی تمھیں اب بتانا پڑے گا
حمنہ نے سسپنس کری ایٹ کیا

کیسا پلان ؟؟ مہ لب گڑبڑا گئی

حمنہ ، فہیم کے عشق میں اندھا دھن چل رہی تھی اس سے کوئی بعید نہیں کی جا سکتی تھی

یار اب ہماری یونی ختم -- تو ہوسٹل میں رہنے کا جواز بھی ختم "
اتنی مشکل سے نازش آپی سے سفارش کر کے پاپا کو جاب کے لیے منایا ہے تو انہوں نے شرط رکھی ہے کہ اب شام میں ایم بی اے کروں میں ---

ہاں تو ؟؟؟
میرا مسئلہ ؟؟
مہہ لب کی سوئی وہیں اٹکی تھی
ارے تمھارے لیے گھر ڈھونڈ دیا ہے پے انگ گیسٹ بن کے رہنا تم اور ڈونٹ وری ---

ہر ویک اینڈ آجایا کروں گی تمھارے پاس
میرا دوسرا گھر ہے وہ --

کون سا گھر ؟؟

مہ لب سخت حیرت زدہ ہوئی

" شاہ میر بھائی کا گھر ڈئیر "
حمنہ نے چٹکیاں بجائیں

وہ تو مان ہی نہیں رہے تھے کرایہ لینے پہ "

میں نے بول دیا میری دوست بڑی خوددار ہے پیسے دے گی اور اکیڈمی قریب ہے
واک کرتی ہوئی چلی جانا یا شاہ میر بھائی ڈراپ کردیا کریں گے
میں تو ویک میں چار دن آیا کروں گی اسکول --
اور میرے گھر تم ٹھہرو گی نہیں مجھے پتہ تھا یہیں ہوسٹل میں سڑو گی
تو میں نے ---

تو تم نے سوچا چلو اسے شاہ میر بھائی کے گھر ٹھہرا دیتی ہوں "
کرایہ بھی بچ جائے گا اس کا اور وہاں فہیم بھی آتا ہوگا ویک اینڈز پہ تو میرے عشق
کی نیا بھی پار لگی رہے گی"

مہ لب شدید غصّے سے گویا ہوئی ۔

تم مجھے اور میری غریبی کو اپنا الو سیدھا کرنے کے لیے استعمال کرتی رہو پھپھو کو یہ سب پتہ چل گیا تو میرا جینا حرام ہوجائے گا مزید --

مہ لب کی آواز پھٹ سی گئی آنسو گالوں تک لڑھک آئے

ارے ارے مہ لب --

حمنہ نے فوراً اسے آگے بڑھ کے گلے لگایا

پھپھو کو آل ریڈی پتہ ہے کہ تم مفت میں رہنے والی ہو میرے جاننے والے کے گھر

ان کے تو مزید عیش ہوگئے ہیں

حمنہ نے اسے ریلیکس کیا --

حمنہ ---بہت ہی ڈھیٹ ہو تم

میرا تو سوچو --- میں ان انجان لوگوں میں کیسے رہوں گی ؟؟

مہہ لب ابھی تک مطمئن نہیں تھی

یار وہ بہت اچھے ہیں تم مل لوگی تو تمھیں اطمینان ہوجائیگا

ٹرسٹ می --

حمنہ نے ہاتھ آگے بڑھایا --

مہ لب نے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ دیکھا ---

کچھ ہونے والا تھا ان دونوں کی سوچ سے کہیں آگے --

اس نے چادر کاندھوں پہ صحیح طرح سے لی --- "
حمنہ نے کرتی کے گلے کے گرد اسکارف ڈال کر نیچے کی طرف چھوڑ دیا
وہ شدید نروس ہورہی تھی --

مہ لب نے اک نظر اسکی تیاری پہ ڈالی

ٹائٹ بلو جینز پہ میرون کرتی جس پہ اسکن دھاگوں سے ڈیزائننگ تھی

گلے میں اسکن نازک سا اسکارف برائے نام ڈال رکھا تھا
اسکی رنگت آج الگ ہی دمک رہی تھی
سب کچھ اس کے پلاننگ کے مطابق چل رہا تھا ابھی تک --

تم کیا اسکا رشتہ لینے جارہی ہو؟؟ "

مہہ لب نے اسکا مذاق اڑایا
وہ خود سادہ نیلے پاجامے اور قمیض میں ملبوس تھی کاندھوں پہ چادر
ایک ہاتھ میں گھڑی --- میک اپ سے مبرا چہرہ --
ڈوپٹے سے کچھ بال نکل کر اسکے نرم سفید گالوں کو چھو رہے تھے
وہ جاب سے زیادہ حمنہ کے ارادوں سے خوفزدہ تھی

اگر فہیم کو شک ہوگیا کہ حمنہ اسکے چکر میں جاب پہ آئی ہے تو وہ دونوں کو نکال باہر نہ کرے --

چلیں ؟؟

حمنہ نے اک ادا سے مڑ کر کہا
مہہ لب اسے دیکھ کر رہ گئی ۔

****

سر جی میں نے ان لڑکیوں کو کمرے میں بٹھا دیا ہے "
شاہ میر صاحب ان کے ساتھ ہی ہیں

وہ اسکول کی عمارت میں داخل ہوا تو چپراسی نے اسے اطلاع دی

ہممم ---

وہ اپنے مخصوص اسٹائل میں کہتا ہوا آگے بڑھا

کمرے کے اندر سے خوش گپیوں کی آوازیں آرہی تھیں "

وہ دروازہ کھولتا ہوا آگے بڑھا ---

بلیک پینٹ پہ لائٹ بلو شرٹ پہنے ہاتھ میں سن گلاسز اور موبائل تھامے --

چہرے پہ مخصوص طنز کی جھلک نفاست سے سجی شیو میں وہ کمرے نہیں دو دلوں

" میں ایک ساتھ داخل ہوا تھا

****

اس کی آنکھیں ہیں کہ اک ڈوبنے والا انساں "
" دوسرے ڈوبنے والے کو پکارے جیسے

فہیم دلاور خان کو دنیا اک پل کے لیے رکی ہوئی محسوس ہوئی

وہ جو کوئی بھی تھی بلا کی حسین تھی
جیسے ملائی انسانی شکل اختیار کرگئی ہو

آنکھوں میں سراسیمگی سی تھی
گھبراہٹ سے چادر کاندھوں سے ڈھلک گئی --

" ایک رات فہیم کی آنکھوں کے آگے گھومنے لگی "

وہ بھی ایسے ہی ہراساں سی چادر میں لپٹی اس سے مدد کی طالب تھی

یہ لڑکی جو سامنے بیٹھی تھی یقیناً وہ بھی مدد کی منتظر تھی

فہیم کو اپنا دل ہاتھ سے جاتا ہوا محسوس ہوا

حمنہ ملک اور مہہ لب کی نظریں اس پہ جمی تھیں
اور اسکی نظریں ؟؟؟

مہہ لب نے یک دم حواس قابو کیے
" ایک خواب دو آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا "

اس نے لمحوں میں اپنے جذبات سمیٹ لیے ۔

حمنہ کے جذبوں کی لپٹیں اس تک آرہیں تھیں ۔

مگر فہیم کی نظروں نے اسکا گھیراؤ کر رکھا تھا
وہ دوہری مصیبت کا شکار ہوئی

اسی نے سب سے پہلے ہار مانی "
" وہی سب سے دلاور لگ رہا تھا

****

تم نے دیکھا ؟؟؟ "
وہ کتنا جاذب ہے کتنا حاوی تھا وہ افففففففف مہہ لب ---
آئی عشق ہم --- یارررررر

حمنہ گاڑی میں اس پہ گر سی گئی
وہ اسے دیکھ کر پھیکا سا مسکرائی --

جو اس نے دیکھ لیا تھا حمنہ اسے دیکھنے سے قاصر تھی

" غربت انسان کو بہت زیرک بنادیتی ہے "

نازش اور شاہ میر نے حمنہ کی دوست ہونے کے ناطے اس کا بھرپور استقبال کیا "
وہ اتنی مہمان نوازی پہ مجھول سی ہوگئی
نازش کو ناجانے کیوں اس میں نصرہ کی جھلک محسوس ہوئی
اسی کی طرح نازک دھیمی سہمی سی --
ان کی آنکھیں نم سی ہوگئیں
حمنہ نے اس کا سارا سامان کمرے میں سیٹ کروایا وہ آج یہیں رکنے کا ارادہ رکھتی
تھی شاہ میر نے سارا کھانا باہر سے آرڈر کروایا ۔

****

تھینک یو سو مچ فار ایوری تھنگ حمنہ -- "

مہہ لب نے کمرے میں آکر وفورِ جذبات سے اسے گلے لگا لیا

ارے ارے ایک پڑے گا

بڑی آئی تھینک یو والی --

حمنہ نے مصنوعی خفگی دکھائی

ہاہاہاہا -- وہ دونوں ایک ساتھ ہنس پڑیں

انکل تو خفا ہونگے تم سے ؟

مہہ لب نے اس سے پوچھا

ہاں یار ہیں تو مگر تھینکس ٹو آپی اینڈ بھائی جنھوں نے انھیں کنونس کرلیا"

وہ بھی حیران تھے کہ اسے اچانک ٹیچنگ کا بھوت کیسے چڑھ گیا ؟

ہی ہی ہی ---۔ حمنہ اپنی بات پہ خود ہی کھلکھلا دی
مہہ لب نے اسے مسکراتا دیکھ کر دل سے دعا دی ۔

****

غریبوں کے لیے ایڈجسٹمنٹ کا لفظ محض ایک مذاق ہے ، وہ گزارہ کرلیتے ہیں ہر "
" طرح کے حالات میں گھس کر --

مہہ لب صبح اسکول آتے ہوئے جتنی نروس تھی اب اتنی ہی سکون میں تھی
اسے سیکنڈری کلاسز کی میتھس پڑھانے کو دی گئی تھی
حمنہ شاید اپنے آفس میں تھی

وہ کوریڈور سے گزرتے وقت شکر ادا کررہی تھی کہ اس فہیم بلا سے سامنا کم کم ہوگا مگر وہ یہ بات نہیں جانتی تھی کہ فہیم نے اسے رکھا ہی ہر وقت آمنے سامنے کے لیے تھا۔

****

وہ روم کے باہر ہی ٹھہر گئی اندر سے حمنہ کی ہنسی کے علاوہ دو مردانہ قہقہوں کی " بھی آواز آرہی تھی

اس کا ذہن گھڑی کی چوتھائی میں پہنچ گیا

شاہ میر اور فہیم ۔۔۔ اس

نے اندر جانا مناسب نہیں سمجھا

****

کیا چل رہا ہے فہیم ؟؟؟"

شاہ میر اسے لے کر اسکول کی عمارت سے باہر آچکا تھا

کیا ؟؟
فہیم نے معصومیت سے اسے دیکھا
میں تمھیں اور تمھاری ایروگنس کو اچھی طرح جانتا ہوں

حمنہ سے اتنا فرینک کیوں ہورہے تھے ؟؟

وہ میری رشتے کی سالی ہے

شاہ میر نے اسے جتایا

" اور آج سے میری اچھی دوست "

فہیم نے بھی اسے کلئیر کیا

" اسے دوست بنا کر اس کی دوست تک پہنچنا چاہتے ہیں آپ فہیم دلاور خان ؟ "

شاہ میر نے اسے لاجواب کیا

****

مجھے لگا تھا نصرہ کی موت کے بعد تم سدھر گئے ہو "

شاہ میر نے غصے سے اسے دیکھا

" اس میں بگاڑ کیا ہے ؟ "

اس کے لبوں پہ شرارت کھیل رہی تھی

کافی مہینوں بعد اسے پہلے والا فہیم نظر آیا

وہ میری رشتے کی سالی ہے یار ---

شاہ میر اسکے آگے بے بس ہوا

" ہر بار کی طرح ---

رات کے ڈیڑھ بجے اس کا موبائل بجا

وہ ابھی کچی نیند میں ہی تھی کہ اس کی آنکھ کھل گئی

کوئی انجان نمبر تھا اس نے کچھ تامل کے بعد کال اٹھا لی

" ہیلو ؟؟ "

اس کا انداز محتاط تھا

السّلام و علیکم کیا حال ہیں ؟ "

مقابل نے بشاشت سے دریافت کیا

جی آپ کون ؟؟

وہ اتنی بے تکلفی پہ حیران ہوئی

" مجھے فہیم دلاور خان کہتے ہیں مہہ لب آغا -- "

اک بیٹ اسکے دل نے مس کی --

سر آپ ---
وہ تھوڑا بوکھلائی

تم مجھے فہیم کہہ سکتی ہو

وہ اسکی آواز کے بہاؤ میں تھا

اور وہ اسکے لٹے ہوئے انداز پہ ششدر ---

سر آپ کو کوئی کام تھا "؟؟"

اس نے حتی المقدور لہجے کو سخت کیا جب کے دل موم بن کے بہہ رہا تھا

" سارے کام آپکی طرف ہی ہیں اب "

وہ اسکے آگے ٹوٹ رہا تھا

لائے اس بت کو التجا کر کے "
"کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

" یہ آدمی کسی کو بھی پاگل کرسکتا ہے "

اسے حمنہ کے لیے افسوس ہوا

" میں کچھ سمجھی نہیں "

اسکی گھبراہٹ واضح تھی

سمجھادیں گے آپ کو سب کچھ آہستہ آہستہ --

فہیم کا لہجہ آنچ دینے لگا

اس نے فوراً کال کٹ کی ۔

یہ سب کیا ہورہا ہے ؟ یہ شخص مجھ سے کیا چاہتا ہے ؟
حمنہ اسکے ارادوں سے باخبر ہے ؟

سوالوں کیا بارش اسکے ذہن پہ برسنا شروع ہوئی
کافی دیر وہ یونہی لیٹی رہی اسکی سفید پیشانی عرق آلود ہورہی تھی ۔
بالآخر یونہی سوچتے سوچتے وہ نیند کی وادی میں اتر گئی ۔

****

جذبے اتنے بے مول بھی نہیں ہوتے کہ یونہی لٹا دیے جائیں ۔۔ اور جب کہ "
انسان کو اپنی وقعت اور خوابوں کی حدود کا پتہ ہو

مہہ لب آغا نے ساری زندگی خود کو سمیٹ کر رکھا تھا
اسے اپنے منگیتر سے اخلاقی لگاؤ تھا وہ اس کے علاوہ کسی اور کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دینے سے قاصر تھی
مگر فہیم دلاور خان بنا اجازت طلب کیے اس کے دل کی جاگیر پہ قابض ہورہا تھا

ہمارے پاس فقط رنجِ رائیگانی ہے "--"

وہ دل مسوس کے اسکول کی جانب رواں ہوئی ۔

****

فار گوڈ سیک فہیم "
ہم سرکاری افسر ہیں کوئی بولی وڈ کے ہیروز نہیں
شاہ میر اسکی بات پہ زچ ہو کے رہ گیا --

ہیروز چیپ لگتے ہیں مجھے ، میں ولن ہوں "
" اور تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو
اس نے سگار سلگایا
شعلوں سے زیادہ اس میں آگ بھڑک رہی تھی --

" یہ غلط ہے"
شاہ میر نے اسے سمجھایا

" میں ٹھیک کردوں گا "

فہیم کا لہجہ دوٹوک ہوا ۔

****

بھر جائیں گے جب زخم تو آؤں گا دوبارہ "
" میں ہار گیا جنگ مگر دل نہیں ہارا

اسکول آتے ہوئے اسے دو ہفتے ہوچکے تھے ، فہیم سے
اب تک سامنا پھر نہیں ہوا ،وہ مطمئن تھی کہ وہ اپنے دفتری معاملات میں
. الجھا رہتا ہے

****

وہ حمنہ کے ساتھ چائے پینے میں مصروف تھی جب پیون نے اسے آکر میڈم کا پیغام دیا

اچھا میں آتی ہوں ---

مہہ لب نے پیون سے کہا

" تم جاؤ آرام سے ، میں فہیم سے باتیں کروں گی "

حمنہ شرارت سے گویا ہوئی --

ہیں ؟؟؟

مہہ لب جاتے جاتے چونکی
تم دونوں کا رابطہ بھی ہوگیا ؟؟ تم نے مجھے نہیں بتایا

اسے حمنہ پہ غصّہ آیا

ارے بھئی تم تو اس اسکول کو پیاری ہوچکی ہو -- سوچا تھا ویک اینڈ پہ آکر " بتاؤنگی تمھیں

یس --- وی آر ان ٹچ

اور بات دوستی تک جا پہنچی ہے --

حمنہ کے چہرے پہ فاتحانہ مسکراہٹ تھی

اوہ اچھا --- مہہ لب کو ہلکی سی چبھن محسوس ہوئی

مبارک ہو حمنہ -- وہ ہلکے سے مسکرائی --

" شادی پہ دینا "
حمنہ نے شرم سے منہ چھپایا اسکے چہرے پہ الوہی رنگ تھے مہہ لب کو فہیم سے شدید نفرت محسوس ہوئی

اس نے گھر پہنچ کے فہیم کا نمبر بلاک کیا"
اسے پتہ نہیں کیوں رونا آئے جارہا تھا
اپنے بے مول ہونے کا احساس شدید تر ہوا
وہ روتے روتے کب میں سو گئی اسے احساس تک نہ ہوا۔

****

ملازم مستقل دروازہ پیٹ رہا تھا وہ چونک کے اٹھی"
شام کے پانچ بج رہے تھے

اوہ ---
اسے یاد آیا وہ اسکول سے آکر یونہی لیٹ گئی تھی نماز پڑھے بغیر --

بی بی ، چائے پہ آجائے نازش بی بی انتظار کررہی ہیں

اس کے دروازہ کھولنے پہ ملازم نے اطلاع دی

اچھا --
وہ بے دلی سے باہر کی جانب چل دی

وہ مرے مرے قدموں سے اندر داخل ہورہی تھی کہ یک دم کرنٹ کھا گئی "
ٹیبل پہ نازش کے ساتھ شاہ میر اور فہیم بھی موجود تھے

آجاؤ مہہ لب بیٹا "

چائے ٹھنڈی ہورہی ہے

شاہ میر نے اسے دروازے میں ایستادہ دیکھ کر پیار سے اندر بلایا
اسکا تو وہ حال تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں --
فہیم کی ایک ہی نگاہ اسکے اندر تک سرایت کرگئی
عجیب سا شکوہ تھا--- وہ سمجھنے سے قاصر تھی آخر یہ شخص چاہتا کیا ہے

خود پہ قابو پاتی ہوئی وہ نازش کے برابر میں رکھی چیئر پہ بیٹھ گئی

فہیم اس کے بلکل سامنے تھا
بیٹا آپ چائے لیں --
شاہ میر نے پھر اسے پیار سے مخاطب کیا

جی میں لے رہی ہوں "-- "

وہ دھیمے سے بولی

فہیم کی وارفتگی بڑھی ---- "

میٹھی کوئل سی ہے بولی
جیسے گیتوں کی رنگولی
سرخ گالوں پہ پسینہ
" جیسے اوون کا مہینہ --

وہ اسکی نظروں سے خائف ہورہی تھی

شاہ میر نے ہاتھ دبا کر فہیم کو باز رکھا

" کیسی ہیں آپ ؟ "

فہیم یک دم اس سے مخاطب ہوا

" مم -- میں ٹھیک ہوں سر "
وہ گھبرا سی گئی

اسکول کیسا لگا آپکو ؟ "
وہ مزید گویا ہوا

" جی اچھا "

" اور اسکول کے اونر ؟ "

جی ؟؟؟؟

وہ شدید چونکی
فہیم کے ہونٹوں پہ شدید گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی
شاہ میر نے نازش سے نظر بچائی جو غصّے میں دونوں کو دیکھ رہی تھی

میں ڈنر کا انتظام کرلوں ذرا ۔۔۔
وہ خفا سے انداز میں ٹیبل سے اٹھ کے چلی گئیں ۔۔

شاہ میر، بیلم کے پیچھے کمرے سے نکلا تھا

اسے اس طرح فہیم کے ساتھ اکیلے شدید ڈر محسوس ہوا

وہ بھی اٹھنے لگی تھی کہ یک دم اس کے ہاتھ پہ فہیم کا بھاری ہاتھ آیا
اس کی روح کانپ گئی

" نمبر کیوں بلاک کیا ؟ "

وہ بہت ہی ڈائریکٹ قسم کا بندہ تھا

فون میں کچھ خرابی ہوگئی ہے

اس نے بمشکل تھوک نگلا --

میں نیا لادیتا ہوں

فہیم نے اپنائیت سے کہا

گوکہ وہ جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے مگر اسے مہہ لب پہ غصّہ نہیں آیا --

" جی نہیں ، اس کی ضرورت نہیں"

اس نے مزید کچھ کہنے سے فہیم کو باز رکھا

وہ شدید مشکل میں تھی فہیم کو فوراً اس پہ ترس آیا --

اچھا میں جارہا ہوں -- ریلیکس

وہ اٹھ کر باہر نکل گیا

اس کے جانے کے بعد بھی وہ اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جو اس کے ہاتھ کی گرمی سے اب تک دہک رہا تھا

میں کہ رہتا ہوں بصد ناز گریزاں تجھ سے "
" تو نہ ہوگا تو بہت یاد کروں گا تجھ کو

اسکی آنکھیں نم ہوئیں ---

****

حمنہ ویک اینڈ پہ اس کے پاس تھی "
اس کے پاس باتوں کا ایک ڈھیر تھا مہہ لب اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئی
نازش کے ساتھ ڈنر پہ تفریح لگانے کے بعد اب وہ مہہ لب کے کمرے میں اس کے کان کھا رہی تھی

افففف پتہ نہیں کونسا برانڈ لگاتا ہے بتاتا بھی نہیں "
افففف فہیم کی خوشبو مہہ لب --

اک خوشبو نے مہہ لب کے گرد احاطہ کیا ---اسے اپنا پورا کمرہ مہکتا ہوا محسوس ہوا

اسکے ہاتھ اتنے پیارے اور مضبوط ہیں جب وہ کال کے لیے موبائل اٹھا رہا تھا"
تب دیکھے غور سے ہائے --

حمنہ غشی کھارہی تھی

" مہہ لب کو یک دم اپنے دائیں ہاتھ پہ کسی کا گرم لمس محسوس ہوا "

اور ---
وہ حمنہ سے پوچھ بیٹھی

اور اتنا روڈ ہے ہائے ہائے -- میں نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا تو بولتا ہے دوست "
ہیں مگر بہتر ہوگا آپ سر کہہ کے ہی مخاطب کریں --

" تم مجھے فہیم کہہ سکتی ہو"

کسی کی نرم آواز مہہ لب کی سماعتوں سے ٹکرائی --

مہہ لب ---
مہہ لب ؟؟؟
حمنہ نے اسے ہلایا
دیکھا ؟؟ تم بھی کھو گئی نا سن کے ؟ سوچو اب میرا حال یار "

حمنہ اس کے آگے بے بسی سے رو پڑی

ارے ے ے -- یار سنبھال خود کو حمنہ

مہہ لب نے اسے پیار سے پچکارا

میرے دل کو آگ لگ گئی ہے مہہ لب "
یہ فہیم کے نام پہ راکھ ہورہا ہے
مجھے ساری ساری رات یہ سوچ کے نیند نہیں آتی کہ وہ اپنی بیوی کو میسر رہ چکا ہے

اس عورت کو فہیم کا قرب حاصل رہا ہوگا -- وہ اسے چاہتی ہوگی فہیم نے اسے چھوا ہوگا "

مہ لب کو حمنہ کی حالت سے خوف آیا

بس کرو حمنہ -- وہ عورت اب اس دنیا میں نہیں
جانے دو بس --
اس نے پیار سے حمنہ کا ہاتھ تھاما
میں دعا کروں گی فہیم تمھیں مل جائے
مہ لب نے خلوص سے کہا
" وہ نہیں ملا تو میں کسی کو نہیں ملوں گی "

حمنہ کا لہجہ عجیب ہوا ۔

****

وہ اپنا پیریڈ آف کر کے میڈم کے روم کی طرف آئی "
انہوں نے پیون سے اسے بلوایا تھا
ایگزامز ہونے والے تھے وہ شدید مصروف چل رہی تھی

****

وہ آفس میں داخل ہوئی مگر اندر کوئی نہیں تھا ۔۔ "
اس نے انتظار کرنا مناسب سمجھا

تھوڑی دیر ہی گزری تھی جب اندر "وہ "داخل ہوا
مہہ لب کی سانس رکنے لگی

****

ایسا نہیں ہے کہ میں نے حسن نہیں دیکھا یا جسم پہ حکومت نہیں کی "
میں بتیس سالہ مرد ہوں محترمہ
دنیا دیکھ رکھی ہے
مگر ہاں یہ اعتراف کرنے میں کوئی عار نہیں کہ----
وہ بولتے بولتے رکا--
وہ دونوں اسوقت آفس میں اکیلے تھے اسکا نازک سا بازو اسکے شکنجے میں تھا مگر اب تکلیف کم ہورہی تھی

وہ سننے کو تیار تھی --
جس دن سے وہ یہاں آئی تھی صرف اسے ہی سن رہی تھی

" مجھے اعتراف ہے کہ تم سا نہیں دیکھا "
وہ اسے نگاہوں میں جذب کرتا ہوا اس پہ جھکا تھا جو اسکی بات پہ مزید جھک گئی تھی
دل اور جذبات اپنی ترنگ میں تھے اسے دنیا تھمی ہوئی محسوس ہورہی تھی
وہ تھوڑا اور جھکتا تو یقیناً اسکے لبوں تک چلا جاتا
مگر اسکے نازک وجود کی کپکپاہٹ نے فہیم کو باز رکھا ۔

وہ اس کے شکنجے میں تھی آفس میں کبھی بھی کوئی بھی آسکتا تھا -- "
" مجھے چھوڑیں فہیم "

وہ رونے کے قریب تھی

یہ کس نے پکارا عدم اتنی چاہ سے "
" احساسِ برتری سے خدا ہو گیا ہوں میں

فہیم نے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا

تم جا سکتی ہو ---
وہ آہستگی سے بولا

وہ فوراً اپنا آپ چھڑاتی دروازے کی سمت بھاگی

" نمبر ان بلاک کردینا میرا "

اسے عقب میں فہیم کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی ۔

****

پھپھو نے مہینہ ہوتے ہی اسے فون کھڑکا دیا "

ہاں بھئی تم تو جاکے بھول ہی گئیں ؟
چار پیسے کیا ہاتھ آگئے پر نکل آئے تمھارے ---
وہ اسکے کال اٹھاتے ہی شروع ہوگئیں

جی پھپھو میں کرنے ہی والی تھی بس وہ ---

ہاں ہاں ٹھیک ہے -- پیسے مل گئے ہیں
بھئی تمھارے اوپر ہی خرچ ہوں گے سارے کیوں بھیج دیے ؟ کچھ رکھ لیتیں
کپڑے لتے کے لیے --- اتنی بڑی جگہ پڑھاتی ہو ڈھنگ سے آیا جایا کرو

وہ ان کی پیسوں والی بات پہ حیرت ذدہ تھی مگر انھوں نے اپنی سنا کے فون کاٹ دیا -

اس نے فون رکھ کے مڑ کے اپنا بیگ دیکھا جس میں سیلری رکھی تھی
اس نے تو ابھی تک کوئی پیسے نہیں بھیجے تو پھر ؟؟؟

کسی کا طنزیہ مسکراتا ہوا چہرہ ذہن کی سطح پہ نمودار ہوا "

" وہ مٹھیاں بھینچ کے رہ گئی -

****

" زہے نصیب مہہ لب آغا نے ہمیں کال کی "
فہیم اسکی آواز سن کے خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوا

" یہ کیا حرکت ہے ؟؟ "
وہ شدید غصّے میں تھی

" یار چائے پی رہا ہوں اس میں کیا ہوگیا ؟ "
وہ معصومیت سے گویا ہوا

اس کے برابر میں بیٹھا شاہ میر سر پیٹ کے رہ گیا

" میں ان پیسوں کی بات کررہی ہوں جو آپ نے میرے گھر بھجوائے ہیں "
وہ آگ بگولہ ہورہی تھی

آرام سے میری جان -- "
ناشتے میں شعلے کھائے ہیں کیا ؟
وہ اسکے لاپرواہ انداز پر مزید تپی --

" چاہتے کیا ہیں آپ ؟؟ "

"آپ کو چاہتا ہوں "

اس نے معمولی ردوبدل کے ساتھ آرام سے جواب دیا

مہ لب نے غصّے سے کال کاٹی

"کیا ہوا ؟ "

شاہ میر کو تجسّس ہوا

غصے میں بھی وہ گالیاں دیتا تو ٹھیک تھا"
" پر اس نے فون کاٹ کے اچھا نہیں کیا

فہیم کی برجستگی پہ وہ عش عش کر اٹھا ۔

****

" I miss you "...

اس نے میسج بھیج کے سر کرسی سے ٹکا لیا
یونہی آنکھیں کناروں سے بھیگنے لگیں کچھ سوچتے سوچتے

کچھ دیر بعد جواب آگیا

خیریت "؟؟"

بغیر کسی ایموجی کے سیدھا میسج تھا
وہ اس گنجلک سی دوستی کو سمجھنے سے قاصر تھی

****

فہیم نے موبائل سائیڈ پہ رکھا اور سگار سلگایا
پھر کچھ سوچ کر ایک نمبر پہ میسج کیا

" do you love me ? "

جواب حسبِ توقع تھا

اس نے گاڑی کی چابی نکالی
رات کے دو بجے وہ شاہ میر کے گھر کے راستے میں تھا ۔

****

حمنہ کے سوجانے کے بعد بھی وہ کافی دیر جاگتی رہی "
اسے حمنہ کی حالت کا اندازہ تھا اس کے سامنے ہی وہ فہیم سے ٹیکسٹ پہ بات کررہی تھی

مہ لب کو شدید دکھ ہورہا تھا جب عین اسی وقت فہیم نے اسے بھی میسج بھیجا تھا

اس کا جی چاہا سر پیٹ لے --
اس نے "نو "کا یک لفظی ریپلائی بھیج کے موبائل رکھ دیا تھا

****

وہ نیند میں تھی جب اسے فہیم کی کال آئی -- "

اس نے آنکھوں کو مسل کر موبائل کو غصے سے دیکھا -- مسلسل بج رہا تھا

ہیلو "؟؟"

اس نے خمار آلود آواز میں کہا
" میں شاہ میر کے گھر کے باہر ہوں "

فہیم کی آواز میں تھکن تھی --

" ہیں ؟؟؟ "
وہ حیرت سے اٹھ بیٹھی
گھڑی رات کے دو بجے بجا رہی تھی حمنہ بے خبر سو رہی تھی ائیر پلگز لگا کے ورنہ یقیناً کال کی آواز پہ جاگ جاتی
اس وقت آپ یہاں ؟؟ "
وہ ہنوز شش و پنج میں تھی
کچھ بتانا تھا تمھیں "-- "

کیا ؟ "اس نے بے تابی سے پوچھا "

" میرا ماضی "
فہیم کی آواز میں دکھ واضح تھا

وہ اس وقت باہر نہیں نکل سکتی تھی ، فہیم گاڑی میں اس کا منتظر تھا "
مگر اسے جاننا تھا کہ آخر اسکی بیوی کون تھی ؟
سب کچھ کیسے ہوا ؟
نازش آپی کیوں فہیم سے خائف رہتیں ہیں ؟
بہت سارے سوالوں کے جواب آج مل سکتے تھے
مگر کیسے جائے ؟؟؟

چوکیدار یقیناً جاگ رہا ہوگا اسٹریٹ کیمرہ بھی آن ہوگا اور حمنہ جاگ گئی تو ؟؟؟
وہ خدشات میں گھری ہوئی تھی کہ اچانک شاہ میر کے نمبر سے کال اسکے موبائل پہ آئی وہ حیران تھی ۔

****

شاہ میر اسے پیچھے کے دروازے سے لے کے باہر نکلا جہاں فہیم گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا

" میں بہت مشکل سے اسے لے کے آیا ہوں خدارا فہیم جلدی کرنا جو بھی کرنا ہے "
شاہ میر ملتجی تھا مگر دوستی کے لیے مجبور ---

مہہ لب کو جاننے اور سمجھنے میں وقت نہیں لگا
شاہ میر ، فہیم کے ساتھ شامل تھا ہر راز میں

تو وہ حمنہ سے کیوں چھپا رہا ہے سب ؟؟ اور فہیم کو اندازہ ہے حمنہ کے جذبات " کا ؟ یا وہ واقعی صرف اسے دوست مانتا ہے
وہ شدید الجھی ہوئی تھی
کالی چادر میں اسکا نازک سفید وجود لپٹا ہوا تھا -- فہیم کالے ٹراؤزر پہ کالی ٹی شرٹ میں ملبوس تھا اس کے چہرے پہ تھکن تھی ، کچھ درد کے بھی آثار تھے
وہ اپنا بوجھ مہہ لب کے ساتھ بانٹنے کو بے تاب تھا ۔

****

وہ اسوقت شدید ڈر گئی جب فہیم نے گاڑی قبرستان کے پاس روکی "
اسکا سانس اوپر کا اوپر رہ گیا

یہ آپ مجھے کہاں لے آئے ؟؟ "
وہ خوفزدہ تھی
فہیم نے کچھ کہے بغیر گاڑی سے نکل کر اسکی طرف کا دروازہ کھولا "
وہ اسکے آگے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہوگیا
زندگی سے بھرپور مضبوط گلابی ہاتھ
مہہ لب کو اپنا آپ اس کے حوالے کرنے کا دل چاہا
مگر حمنہ کا چہرہ ذہن کی اسکرین پہ چپک سا گیا

وہ تھوڑی دیر بعد خود گاڑی سے باہر آگئی
فہیم نے خالی ہاتھ پیچھے کرلیا ۔

****

وہ کوئی تازہ قبر تھی ، چند ماہ پہلے کی بس ۔۔ "
مہہ لب نے فہیم کو وہاں گرتے دیکھا
اس کے دل کو کچھ ہوا
کیا بہت چاہتے تھے آپ اسے ؟ "

اسے یہ سوال پوچھتے ہوئے میٹھی سی چبھن ہوئی ، محبت کی چبھن ۔۔

فہیم اس کے سوال پہ گہرا مسکرایا -- "
تم نے شاید کتبہ نہیں پڑھا

فہیم کے لہجے میں سرد مہری در آئی
اس نے یک دم کتبہ دیکھا

نصرہ حیدر بنتِ حیدر علی "
" زوجہ غازی

اس کا منہ کھل گیا
یہ کس کی قبر ہے فہیم ؟؟؟

وہ اسکے برابر میں بیٹھ گئی ۔

****

تم رات میں کہاں تھیں ؟ "
حمنہ صبح جانے کی تیاری کررہی تھی جب اچانک اس نے مہہ لب سے پوچھا
وہ اپنی لال آنکھیں چادر میں چھپائے لیٹی تھی

پہلے واش روم گئی تھی پھر دوا کھانے باہر گئی تھی
کچھ طبیعت ٹھیک نہیں --

وہ نحیف آواز میں بولی

ہمم "---"

خیال رکھو اپنا

پیر کو ملاقات ہوگی اسکول میں

وہ بیگ ڈال کے باہر نکل گئی ۔

اسے حمنہ کے انداز پہ حیرت ہوئی مگر وہ رات کے رازوں میں جکڑی ہوئی تھی ورنہ اس سے ضرور پوچھتی

شاید ویسے ہی کچھ ہو ---میرا وہم ہو

اس نے دل کو تسلی دی ۔

****

وہ لاؤنج میں پھول ،چاکلیٹس اور گفٹس کے انبار کو دیکھ رہا تھا "

آصف اسکے حکم کا منتظر تھا تاکہ تمام چیزوں کو ٹھکانے لگائے

صاحب یہ سامان ؟؟

اٹھا کے باہر پھینک دو سب کچھ

اس کا غصّے سے چہرہ تن گیا

بھیجنے والی کے دل کی اسے پرواہ نہیں تھی ۔

****

آپ کا دوست میری بہن کے ذریعے اس کی دوست تک پہنچ گیا "
آپ کو شرم آنی چاہیئے شاہ میر
نازش اپنے شوہر پہ بگڑیں
آپ ہر بار اس شخص کا ساتھ دیتے ہیں جو دوسروں کو اپنے مطلب کے لیے استعمال کرتا ہے
حد ہوگئی مطلب حد ہے لعنت ہے اس فہیم دلاور خان پہ
ایک کو مار کے اب دوسری لڑکی کو موت کے منہ میں پہنچانا چاہتا ہے
وہ بری طرح چلا رہی تھیں
حمنہ ، فہیم کے پیچھے پاگل ہے وہ خود اس تک آئی "
فہیم نے اسکا کوئی غلط استعمال نہیں کیا

اور نصرہ ؟؟ اسکا کیا قصور تھا ؟
ان کی تان پھر نصرہ پہ آ کے ٹوٹی

نصرہ کسی اور کے پیچھے پاگل ہوکر میرے پاس خود آئی تھی میں نے اسے نہیں "
" بلایا تھا

فہیم یک دم کمرے کا دروازہ کھول کے ان کے سامنے آیا

اسکی آنکھیں پھاڑ کھانے والی ہورہی تھیں
شاہ میر ان دونوں کے بیچ آکھڑا ہوا ۔

فور یور کائنڈ انفارمیشن "

آپ ایک بدقسمت انسان ہے کیونکہ اب جس کے پیچھے آپ پاگل ہیں وہ انگیجڈ ہے "

کوئی دھماکہ تھا جو فہیم کے سر پہ ہوا
بہت زوردار ---

شاہ میر نے اپنی بیوی کے انکشاف پہ فہیم کے کاندھے پہ آ کے ہاتھ رکھا
وہ شاید اسکے پیچھے ہٹنے کا متمنی تھا

" جانے دو فہیم -- "

" نہیں ، اس بار کسی 'غازی 'کو جیتنے نہیں دوں گا "

وہ غراہٹ بھرے لہجے میں بولتا ہوا باہر کی جانب نکلا

شاہ میر کو اس پہ حیرت ہوئی ۔

****

میرا یقین کرو حمنہ ۔۔۔ میں بے قصور ہوں "

مہہ لب اس کے قدموں میں بیٹھی سسک رہی تھی

میں نے تمھیں کب دوش دیا ؟ وہ کھوئے ہوئے لہجے میں بولی "

قصور میرا ہے کہ میں اسے جیت نہ سکی اسے اپنا نہ کر سکی

جس رات میں نے اسے تمہیں لے جاتے ہوئے دیکھا مجھے لگا کسی نے میرا دل خاردار تار پہ کھینچا ہو۔۔۔

میں نے واقعات کی دہرائیگی کی
اس نے ہر ملاقات میں تم سے متعلق سوالات کیے تھے وہ تم تک پہنچنا چاہتا تھا میں اس تک پہنچ ہی نہیں پائی۔۔۔

"کیا اب بھی تمھیں اس سے محبت ہے ؟"

مہہ لب نے جاننا چاہا --

اک پل کو ہوئی تھی تم دونوں سے ---
پھر میں نے نازش آپی سے پوچھا سب کچھ بتایا انہوں نے --
اور سب جاننے کے بعد اب مجھے فہیم سے --

مہہ لب اسے دیکھ کر رہ گئی ۔

****

" میں آپ سے شادی نہیں کروں گی یہ میرا آخری فیصلہ ہے "

" تم کرو گی -- "
فہیم کا انداز حتمی تھی

میں کوئی راہ چلتی نصرہ نہیں ہوں جو آپکی بات مان لے آپکی پناہ کی محتاج ہو "
آپ افسر ہوں گے اونر ہوں گے اپنے گھر میں ہوں گے
میری ہمدردیاں سمیٹ کر مجھے محبت کے جال میں مت الجھائیں مسٹر فہیم دلاور
" خان

اسکی دھجیاں اڑا کے رکھ دی گئی تھیں
وہ کئی ماہ بعد آج لاجواب ہوا تھا

یہ وہ لڑکی تھی --- یہ وہ پہلی لڑکی تھی جس سے اس نے محبت کی تھی "

" میں محبت کرتا ہوں تم سے "

وہ ملتجی ہوا

" یہ ضد ہے محبت نہیں "

وہ اپنی بات پہ اڑی تھی

" میرا ارادہ غلط نہیں تھا نیت صاف تھی بس طریقہ غلط تھا "

فہیم نے وضاحت کی

" مجھے آپکے اگر ، مگر کی ضرورت نہیں "

وہ روم سے باہر جانے کے لیے آگے بڑھی

" تم میری نہیں تو کسی کی نہیں مہہ لب "

فہیم نے اسے دھمکانا چاہا

مجھے پتہ تھا آپ آخر میں انھی نیچ ہتھکنڈوں پہ اتر آئیں گے "

as expected

اسکے چہرے پہ طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی

فہیم کا جی چاہا خود کو شوٹ کر لے ۔

****

کچھ دن یونہی خاموشی سے گزر گئے "
مہ لب بہت جلد جاب چھوڑنے والی تھی فہیم اس کے ارادے سے باخبر تھا مگر وہ کچھ بھی پلان کرنے سے قاصر تھا مہ لب کو خود سے مزید بدگمان نہیں ہونے دینا چاہتا تھا وہ --

حمنہ اب اسکول نہیں آتی تھی اس نے خود کو مقید کر لیا تھا
شاہ میر اپنی بیوی کے آگے شرمندہ تھا

ان دونوں کی کوشش تھی کہ فہیم ، حمنہ سے شادی کے لیے رضامندی دے دے
-

****

یہ اچانک کیوں سب چھوڑ چھاڑ کے چلی آئیں ؟ عزت راس نہیں ہے تمھیں "
اتنی اچھی کمائی ہورہی تھی مگر نہیں ---

پھپھو اسے مستقل سنانے میں مصروف تھیں
" عزت ہی کی خاطر آئی ہوں وہاں کا اونر ٹھیک نہیں "

" تم بھی کوئی پارسا نہیں ، کیا ہوگا یقیناً کچھ "

وہ اور الٹا اس پہ برسیں -

"آپ کاشف کے گھر والوں سے شادی کی تاریخ لے لیں "

وہ بدقت تمام بول کر کروٹ لے کے لیٹ گئی --

****

مجھے آپکا ماضی پتہ ہے "
حال دیکھ رہی ہوں --
مجھے کسی سے غرض نہیں

مجھے آپ سے شدید محبت ہے فہیم --

سر کھو ---

فہیم نے اپنے سامنے سسکتی حمنہ کو ٹوکا
جو اس وقت اس کے آفس میں موجود تھی

اس نے بھیگی آنکھوں سے اس پتھر کو دیکھا "

ترس نہیں آتا مجھ پہ ؟؟ وہ رقت سے گویا ہوئی

" میں نے کہا تھا مجھ سے محبت کرو ؟"

وہ شدید بدلحاظ تھا اور آج بھی ہورہا تھا
وہ دنیا کے لیے وہی فہیم دلاور خان تھا
اکھڑ ، سنگ دل ، بدمزاج

بس ہوگئی ۔۔۔ کیا کروں ؟؟ "
مجھے قرار نہیں آتا

وہ بے تحاشا رورہی تھی
الفاظ اٹک اٹک کے ادا ہورہے تھے

وہ حسین ، امیر ، پراعتماد سی لڑکی

اس شخص کے آگے کارپٹ بن کے بیٹھی ہوئی تھی

بلیک پینٹ پہ میرون شرٹ پہنے نفاست سے سجی داڑھی جو چہرے کو مزید خوبرو بنارہی تھی
گردن اٹھائے ، پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے تن کے اس کے سامنے کھڑا تھا

کوئی تو جھانک کے دیکھے شکستگی ان کی "

" جو دیکھنے میں ہیں اونچی عمارتوں کی طرح

میں بہت شرمندہ ہوں ماموں جان "
انکے دوست کا دماغ خراب ہے وہ ایک مغرور آدمی ہے کبھی نہیں مانے گا وہ

نازش ، حمنہ کے گھر اسکی خیریت دریافت کرنے آئی تھیں جو اپنا حشر فہیم کی محبت میں بگاڑ چکی تھی
ان چند ماہ نے اسے بدل کر رکھ دیا تھا
وہ پہلے جیسی نہیں رہی تھی
نازش کو اس میں دوسری حمنہ نظر آنے لگی تھی
وہ اس کی حالت سے خوفزدہ تھی فہیم کو ہاتھ اٹھا اٹھا کے بددعائیں دیتی تھیں جو ناجانے کہاں سے ان کی زندگیوں میں زہر گھولنے چلا آیا تھا ۔

****

وہ بہت بے دلی سے شادی کی تیاری کررہی تھی "

پھپھو سارا دن سستے بازار چھانتی پھرتیں
وہ گھر کے کاموں میں لگی رہتی حمنہ سے جب بھی بات ہوتی تو وہ ایک ہی گزارش کرتی
" فہیم سے کہو مجھ سے شادی کرلے وہ تمھیں انکار نہیں کرے گا "
وہ اسکی حالت پہ گھٹ گھٹ کے روتی
مہہ لب سمیت شاہ میر بھی فہیم کو حمنہ کی حالت بتاچکا تھا مگر اس پہ خاک اثر ہوا تھا

اس کا ایک ہی جواب ہوتا

یہ نصرہ اور حمنہ جیسی لڑکیاں عشق میں مرنے کے لیے ہی پیدا ہوئیں ہیں "۔ "

****

داد بنتی ہے بڑا کام کیا ہے ہم نے "
" دستبردار ہوئے مڑ کے نا دیکھا اس کو

مہ لب نہ فہیم کی کالز اٹھاتی نہ اسے کوئی ریپلائی دے رہی تھی
فہیم کو اس پہ شدید غصّہ آتا مگر وہ محبت کے ہاتھوں مجبور تھا وہ کوئی نقصان پہنچا کر اسے حاصل نہیں کرنا چاہتا تھا

مہ لب بھی اس سے محبت کرتی تھی یہ وہ جان چکا تھا اور یہ بات اسکی انا کی تسکین کے لیے کافی تھی ۔

****

"اوپر سے کال آئی ہے مجھے دو ہفتوں کے لیے اسلام آباد جانا ہے شاہ میر -- "
وہ آفس میں سر ہاتھوں میں دے کے بیٹھا تھا

تم پہلے ہی بہت سارے کاموں میں پھنسے ہو اب یہ نئی افتاد ؟
شاہ میر بھی اسکی الجھنوں پہ فکرمند تھا
کچھ بھی ہو مجھے انفارم کرتے رہنا سب چیزوں سے
اور چیک کاٹ دیا ہے اسکول کے لیے --
دیکھ لینا سب --
میں شام سے پہلے نکل جاؤں گا اوکے --

وہ ضروری فائلز سمیٹتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا

انشاءاللہ سب ٹھیک ہوگا ۔۔ میں ساتھ ہوں
شاہ میر نے اسے گلے لگایا
فہیم کی آنکھوں کے کنارے نم ہوئے

محبت انسان کو بدل کے رکھ دیتی ہے

حمنہ اچھی لڑکی ہے فہیم ۔۔ اگر چاہو تو ضرور سوچنا

جاتے جاتے شاہ میر نے حجت تمام کی

" سب بہت اچھے ہیں اک میں ہی برا ہوں بس "

فہیم کا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا

****

وہ کھانا لگانے میں مصروف تھی جب اسے فہیم کا میسج موصول ہوا "

میں دو ہفتوں کے لیے اسلام آباد جارہا ہوں "
اگر میرے واپس آنے تک فیصلہ کرلو تو ہم ایک اچھی زندگی ساتھ گزاریں گے

جو دل کے رابطے ہیں ان کو بحال رکھنا '

" تم میری زندگی ہو اپنا خیال رکھنا

خدا حافظ --

آپکی واپسی پہ آپکو میرا فیصلہ پتہ چل جائیگا "

" اللہ حافظ

بہت سادہ سا ریپلائی تھا مگر بہت معنی خیز --
فہیم الجھ کے رہ گیا ۔

****

"وہ گھٹنوں میں منہ دے کے زار زار رو رہی تھی
دوست ، محبوب -- سب کچھ ہاتھوں سے جارہا تھا
اس کا دل اتھاہ گہرائیوں میں اتر رہا تھا
کسی خیال سے ڈر کے وہ یک دم اپنی جگہ سے اٹھی ۔

"یہ تم ہو حمنہ ؟؟

مہ لب اسے دیکھ کر دنگ رہ گئی
پیلی رنگت ، حلقوں میں دھنسی آنکھیں ، ہونٹ پپڑی زدہ
باہر ماں باپ سر پکڑے رو رہے تھے اندر بیٹی تباہ حالت میں پڑی تھی مگر چہرے پہ بلا کا سکون تھا

تم کیوں آئی ہو مہہ لب ؟؟ "

حمنہ کے لب وا ہوئے

میں تم سے ملنے آئی ہوں میں تمھاری دوست ہوں تمہیں اس حال میں دیکھ کر "
شدید تکلیف میں ہوں پلیز حمنہ بس کردو یہ پاگل پن
مہہ لب اس پہ چیخی

" پھر اور کیا کروں ؟ "

وہ سکون سے پوچھ رہی تھی

" اپنی ڈگری مکمل کرو ، انکل کو جوائن کرو زندگی کسی فہیم پہ ختم مت کرو "

مہہ لب نے بردباری سے اسے سمجھایا

سب کرلوں گی ـــ "
وہ ملے گا پھر ؟
تمھیں بھول جائے گا ؟
میرا ہوجائے گا ؟

حمنہ نے شکستگی سے سوال کیا
وہ نظر چرا کے رہ گئی --

جاؤ مہ لب -- اپنی خوشیاں مناؤ "

میں اب کسی قابل نہیں ویسے بھی فہیم کہتے ہیں "حمنہ اور نصرہ جیسی لڑکیاں عشق میں مرنے کے لیے پیدا ہوتی ہیں "

وہ فہیم کی بات دہرا کے بے بسی و تکلیف کے ملے جلے احساس کے ساتھ مسکرائی

" خودکشی مت کرنا حمنہ "

مہ لب نے آنے والے وقت سے خوفزدہ ہوکر اس کے ہاتھ تھامے

" نصرہ نے بھی خودکشی نہیں کی تھی "

حمنہ نے اسے عجیب سی تسلی تھی
مہہ لب اسکی دماغی حالت پہ خون کے گھونٹ پی کے رہ گئی ۔

****

" مایوں بیٹھنے والی ہو گھر پہ ٹک کے بیٹھو بی بی "

پھپھو نے اسے گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر آڑے ہاتھوں لیا

وہ سہیلی کو کارڈ دینے گئی تھی ذرا

وہ انکے جتانے پہ شرمندہ ہوئی

ایک تو یہ دوستی یاریاں اب ختم کرو
سسرال میں یہ سب نہیں چلتا ، جاؤ نہانا دھونا کرو -- شام آگئی سر پہ
ابھی مجمع لگ جائے گا رشتے داروں کا
افففف دس کام ہیں انکے سیر سپاٹے ہی ختم نہیں ہورہے

وہ تیز تیز بولتی ہوئی صحن میں لگی لڑلیاں ٹھیک کرنے لگیں کچھ دیر بعد لائٹنگ آن ہوجائے گی
مایوں کا انتظام گھر میں ہی کیا گیا تھا
وہ پیلا جوڑا اٹھا کے واش روم کی جانب چل دی

کھیل تماشہ ختم ہوا "--- "

****

رات کے دس بج رہے تھے -- نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی "
عجیب بے قراری تھی اک آگ جو سینے میں روشن تھی رات کی سیاہی پہ بھاری پڑ رہی تھی

اس نے گھبرا کے مہہ لب کے نمبر پہ کال کی
نمبر آف تھا -- وہ بے چین ہو کے بیڈ سے اٹھا

کیا فیصلہ کرے گی وہ ؟؟ "

فہیم کو اپنی رگیں پھڑپھڑاتی ہوئی محسوس ہوئیں

" اسکی واپسی دو دن بعد تھی وہ نہیں جانتا تھا دو پل بعد سب بدلنے والا ہے "

****

" مہہ لب آغا بنتِ آغا علی آپکو سکہ رائجُ الوقت حق مہر 25000 کاشف محمود ولد محمود حسین سے نکاح قبول ہے ؟؟

قاضی نے اپنے الفاظ دہرانے شروع کیے
اسے روشنیاں آگ کی طرح خود پہ برستی محسوس ہورہیں تھیں
پھپو مصنوعی اداسی چہرے پہ سجائے اسے دیکھ رہی تھی

اس کے سر پہ خاندان کے سارے بڑے موجود تھے
پیلا جوڑا اسے سفید کفن محسوس ہورہا تھا
مجھے افسوس رہے گا میں تمھاری شادی میں شریک نہیں ہوسکتی "
ہوسکے تو معاف کردینا
اسے حمنہ کا شام میں بھیجا گیا میسج یاد آیا

"آئی مس یو سو مچ مہ لب "

اک اور میسج نے دل کے دروازے پہ دستک دی
اس نے اسکے بعد موبائل ہی آف کردیا تھا

قبول ہے "-- "

اسے اپنی آواز اجنبی لگی

خواہش رہ گزر تمام ہوئی
ایسا بچھڑا ہے تو کہ شام ہوئی

عشق کی انتہا ملی ہے کسے
ابتدا میں ہی اختتام ہوئی

اک تمنّا کا بوجھ سہہ نہ سکی
اب ادھوری کسی کے نام ہوئی

سرخ جوڑے میں دفن کر کے مجھے
آج میت پہ دھوم دھام ہوئی

ایک کاغذ نے باندھ ڈالا مجھے
آرزو یوں تری حرام ہوئی

کوئی اسے گلے لگا رہا تھا وہ عین موقعے پہ بے ہوش ہوئی ۔

****

اس کا موبائل بری طرح بج رہا تھا کب میں اسکی آنکھ لگی تھی اسے خود بھی یاد "
نہیں تھا

ہیلو -- اسکی آواز خوابیدہ سی تھی"

فہیم --- "
شاہ میر کال پہ تھا
اسکی آواز غیر معمولی ہورہی تھی

کیا ہوا ہے ؟؟

وہ چونک کر پوری طرح بیدار ہوا

" حمنہ مر گئی "

شاہ میر رو پڑا

اسے فوراً کچھ سمجھ نہیں آیا

یوں لگا اس نے دوبارہ نصرہ کی موت کی خبر سنی ہو۔

****

معروف بزنس مین ارباز ملک کی اکلوتی صاحبزادی حمنہ ملک رات اچانک دل کا "
" دورہ پڑنے سے انتقال کرگئیں

اگلی صبح اخبار میں تین سطریں اسکے سامنے تھیں ۔

****

وہ واپسی کے لیے روانہ ہورہا تھا "
لاہور پہنچتے ہی اسے مہہ لب کے گھر جانا تھا اس سے مل کر حمنہ کی تعزیت کرنی تھی اس کا فیصلہ جاننا تھا
وہ جلد از جلد لاہور پہنچنا چاہتا تھا

کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے اسے حمنہ کے لیے ہلکا سا افسوس محسوس ہوا ۔

پاگل لڑکی --- وہ بڑبڑایا

****

"آپ نے پوری خبر پہنچا دی اپنے دوست تک ؟ "

نازش ، شاہ میر کو کڑے تیوروں سے گھور رہیں تھیں

وہ سفر میں ہے اسے بری خبریں دینا مناسب نہیں

شاہ میر نے اسکی حمایت کی مگر نظر چرا کے --

" بے فکر رہیں ، وہ سب کو مار کے ہی مرے گا گھٹیا آدمی "

غصے سے انکی آواز پھٹ گئی "۔

****

تم یہاں کیوں آگئے یار ؟ میں تمہیں راستے سے لینے والا تھا "
مہہ لب کے گھر چلنا ہے ہمیں

فہیم ، شاہ میر کو اپنی طرف دیکھ کے زچ ہوا

" بیٹھ جاؤ فہیم ،کوئی فائدہ نہیں وہاں جانے کا "

شاہ میر نے اسے ٹھنڈا کیا

اسکی چھٹی حس خطرے کا الارم دینے لگی

سچ بتاؤ ، کیا چھپا رہے ہو ؟ فہیم ایک دم شاہ میر کے سامنے آیا"

مہ لب کی شادی ہوچکی وہ رخصت ہوکے اپنے سسرال جاچکی ، چکوال میں "
ہے وہ اسوقت --

پیپرز بن جانے کے بعد دبئی چلی جائے گی اپنے شوہر کے پاس
وہ اب کسی اور کی ہوچکی
پہلے بھی تمہاری نہیں تھی

جو تمھارے حصے میں آتیں ہیں انکی تم قدر نہیں کرتے انھیں موت کے گھاٹ "
" پہنچا دیتے ہو

شاہ میر اس پہ بری طرح چلا رہا تھا
فہیم خاموش تھا -- ایک بار پھر اسے چپ لگی تھی

مہہ لب آئی تھی ہمارے گھر شادی کا کارڈ دینے ، اور اس نے کہا تھا فہیم سے "
" کہیں حمنہ کو اپنا لے

میں چاہتا تھا تم آؤ تو تمھیں حمنہ کے لیے راضی کروں ، مگر بہت دیر ہوگئی

شاہ میر صوفے پہ بیٹھ گیا اسکی آواز رندھ گئی

" چلو ، حمنہ کی قبر پہ چلیں "

" فہیم نے غیر متوقع بات کرکے اسے حیران کردیا

****

وہ حیرت سے قبر کے کتبے کو تک رہا تھا جب شاہ میر نے اسکے کاندھے پہ ہاتھ " رکھا
" یہ حمنہ کی آخری خواہش تھی

ہاہاہاہاہا یارررررر "

"یہ لڑکیاں مر کے بھی مجھے چین نہیں لینے دیں گی

فہیم بے تحاشا ہنس رہا تھا
شاہ میر کو اسکی دماغی حالت پہ شک ہوا
بس کرو فہیم ، قبرستان ہے یہ "بالآخر اسے ٹوکنا پڑا "

چلو بھئی چلو ، کہیں محترمہ نکل کر میرا گریبان نہ پکڑ لیں"
وہ مزید دبا دبا سا ہنسا
شاہ میر کو اسکی حالت پہ بیک وقت غصّہ اور افسوس ہوا ۔

شاہ میر گاڑی کی طرف بڑھ چکا تھا -- فہیم اس سے پیچھے تھا اس نے مڑ کے دوبارہ قبر کے کتبے کو دیکھا

حمنہ ملک بنتِ ارباز ملک زوجہ فہیم دلاور خان "---"

اس نے بائیں آئی برو اٹھا کے دائیں آنکھ کے کنارے سے نکلتا آنسو صاف کیا۔

آئی ایم سوری "فضاؤں میں اسکے لفظ گونجے۔"

وہ تھکے قدموں آگے بڑھا جہاں شاہ میر اس کا گاڑی میں منتظر تھا۔

****

جب آپ واپس آئیں گے تو آپ کو میرا فیصلہ پتہ چل جائے گا اس کے کانوں "
" میں مہ لب کی آواز گونجی

اس کے ہونٹوں پر شکستہ مسکراہٹ رینگ گئی

گرادیں ضبط کی اونچی فصیلیں ، تم کو کیا ؟
یا اپنا دامنِ صد چاک سی لیں ، تم کو کیا ؟

تم اپنے مرہمی لہجے کو اپنے پاس رکھو
ہمارے زخم ہیں ، چھِیلیں نہ چھِیلیں ، تم کو کیا ؟

ہمیں ہی دشت سے رغبت بلا کی ہوگئی ہے

اور اب ہیں خشک یہ آنکھوں کی جھیلیں ، تم کو کیا ؟

میں اپنے حق میں کی اک بات بھی نہیں مانوں
میں کردوں مسترد ساری دلیلیں ، تم کو کیا ؟

تمہاری یادوں کی تصویر ٹانگنے کے لیے
بدن میں ہیں اگر پیوست کِیلیں ، تم کو کیا ؟

تمہاری اپنی اک دنیا ہے ، خوش رہو اس میں
ہمارا کیا ہے ؟ ہم مر جائیں ، جی لیں ، تم کو کیا ؟

اسکی گاڑی اسلام آباد کی جانب رواں دواں تھی "

لاہور میں اسکے لیے صرف پچھتاوے ، دو قبریں اور گھر کی تنہائی رہ گئی تھی ۔

ختم شد